ادار یہ نگاری

کسی اخبار کی پہچان دو چیزوں سے بنتی ہے:

خبر (News) اور نقطۂ نظر (Views)

خبریں ہر اخبار میں روزانہ تقریباً ایک جیسی ہی ہوتی ہیں پھر بھی پڑھنے والے کسی خاص اخبار کی ہی تلاش کرتے ہیں اور اسی اخبار کو پڑھنا چاہتے ہیں۔ اس کے پیچھے اس اخبار کا وہ مخصوص نقطۂ نظر ہوتا ہے جو اس اخبار کو دوسروں سے الگ کرتا ہے۔ یہ نقطۂ نظر خبروں میں کسی حد تک جھلکتا ہی ہے مگر اس کا اصل آئینہ ہے 'اداریہ'۔ یہ اخبار کے مزاج، سیاسی رجحان نظریاتی جھکاؤ اور پالیسی کا عکاس ہوتا ہے۔ اداریوں سے ہی اخبار کا ایک مخصوص تیور بنتا ہے جس سے متاثر ہو کر اس کے پڑھنے والے اسی اخبار کی مانگ کرتے ہیں۔ ایک طرح سے اداریہ اخبار کا 'ضمیر' یا اس کے 'دل کی آواز' ہوتا ہے۔

اداریہ لکھنے کی ذمہ داری کسی اخبار کے مدیر کی ہوتی ہے، جو ہر روز کسی تازہ ترین موضوع پر اپنی رائے یا اپنا نقطۂ نظر قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس میں کسی واقعے یا حادثے یا خبر کی تفصیل نہیں ہوتی، اس کا تجزیہ ہوتا ہے، اس پر ایک ماہرانہ رائے ہوتی ہے۔ یہ کسی مسئلے پر پڑھنے والوں کی رہنمائی کرتا ہے، ان کو اس موضوع پر سوچنے کے لیے ایک نیا زاویہ پیش کرتا ہے۔ کسی معاملے میں یہ جانکاری میں اضافہ بھی کرتا ہے۔

اداریہ میں کسی بات کو پیش کرنے کے کچھ اصول ہیں۔ مثلاً کوئی موضوع کھل کر اٹھایا جائے۔ پیچیدہ، مبہم اور ڈھیلا ڈھالا انداز اداریوں کا عیب ہے۔ اداریہ سے ایک واضح پالیسی ظاہر ہوتی ہو۔ کبھی کسی بات کی حمایت اور کبھی اسی بات کی مخالفت اداریہ کے اصول کے خلاف ہے۔ اداریہ میں کوئی بھی بات دلیل کے ساتھ پیش کرنی چاہئے۔ بے بنیاد باتوں کے لیے اداریہ میں جگہ نہیں ہوتی۔ اداریہ میں اتنا وزن ہونا چاہیے کہ کسی پیچیدہ صورتحال میں قاری کی ہنمائی کر سکے۔ لوگوں کی رائے کو پختہ کر سکے یا اسے بدل سکے۔ صحافت کی تاریخ شاہد ہے کہ بہت سے صحافی صرف اپنے اداریوں کی وجہ سے عوام کے دلوں میں زندہ ہیں۔ اردو صحافت میں مولانا ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر، ظفر علی خاں، عبدالماجد دریا آبادی، مولانا عثمان فارقلیط، حسرت موہانی، عبدالرزاق ملیح آبادی، غلام سرور اور رضوان احمد وغیرہ کے اداریے لوگوں کے ذہن میں تازہ ہیں۔

اداریہ پڑھنے والے عموماً اخبار کے سنجیدہ قاری ہوتے ہیں۔ وہ ہر بات کی گہرائی میں جانا چاہتے ہیں، غور و خوض کرنا پسند کرتے ہیں۔ روزمرہ کے حالات و واقعات پر انکی نگاہ ہوتی ہے۔ انکی اپنی بھی ایک رائے ہوتی ہے۔ وہ اداریہ پڑھتے وقت اپنی رائے کا مدیر کی رائے سے موازنہ کرتے ہیں۔ اگر دونوں میں مشابہت ہوتی ہے تو انہیں خوشی ہوتی ہے۔ اگر اداریہ میں اس مسئلہ پر کچھ اور جانکاری یا کچھ

اور دلائل اسے دستیاب ہوجاتے ہیں تو وہ اخبار کا قدر دان ہوجاتا ہے۔اگر مدیر کی رائے اس کی رائے سے بالکل مخالف ہو تو وہ اس پر غور کرتا ہے، دلائل کو پرکھتا ہے اور اگر ان میں دم ہو تو وہ اس کا قائل ہو جاتا ہے۔ اس لیے اداریہ نگاری بڑی ذمہ داری، تجربہ کاری، مہارت اور صلاحیت کا کام ہے۔ ہر اچھے اداریہ نگار کا اپنا ایک خاص انداز اور لہجہ ہوتا ہے جس سے خود اس کی اور اس کے اخبار کی پہچان ہوتی ہے۔

عام طور پر اداریوں کو تین قسموں میں بانٹا جاتا ہے:

۱. اطلاعاتی، ۲. نظریہ ساز اور ۳. فرحت بخش۔

اطلاعاتی اداریہ کسی موضوع پر تازہ ترین اور مستند جانکاری پیش کرتا ہے جس سے قاری کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔نظریہ ساز اداریے کسی معاملے کو ایک خاص زاویے اور اس کے ماہرانہ تجزیہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ یہ اداریے رائے عامہ ہموار کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنے نقطۂ نظر کے قریب لانے کا کام کرتے ہیں۔فرحت بخش اداریے کسی دلچسپ موضوع یا معاملے کو اٹھاتے ہیں اور اس بہانے کسی سنجیدہ مسئلے کو بھی باتوں باتوں میں چھیڑ دیتے ہیں۔کبھی کبھی کسی اہم اور دلچسپ واقعے، حیرت انگیز رسوم و رواج یا کسی غیر معمولی شخصیت پر اس قسم کے اداریے لکھے جاتے ہیں اور دلچسپی سے پڑھے بھی جاتے ہیں۔

اداریے اخبار میں شائع ہونے والے کالموں سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ مضمون بھی نہیں ہوتے نہ ہی فیچر ہوتے ہیں۔ ایک ہی موضوع پر لکھا ہوا کالم اور اداریہ الگ الگ تاثر چھوڑتا ہے۔اسی طرح مضمون اور فیچر کا مزاج بھی اداریے سے علاحدہ ہے۔ اداریہ ایک خاص قسم کی سنجیدگی، وقار اور وزن کی مانگ کرتا ہے۔ یہ صرف جائزہ یا تجزیہ یا تبصرہ نہیں ہوتا۔ یہ بڑے سے بڑے سیاست دان یا عہدہ دار کی گرفت کرسکتا ہے، ان کی غلطیوں کی نشاندہی کرسکتا ہے، ان کو صحیح مشورہ دے سکتا ہے، کسی غلط قدم پر ٹوک سکتا ہے اور مستقبل میں ہونے والے کسی خطرے سے آگاہ بھی کرسکتا ہے۔ایک طرح سے دیکھا جائے تو اداریہ عام لوگوں کے ذہن کو بیدار کرنے اور ذمہ دار لوگوں کے ذہن کو بے راہ ہونے سے روکنے کی دہری ذمہ داری نباہتا ہے۔

صحافت ادب کا حصہ ہے اور صاحب طرز صحافیوں کے اداریے ادب پاروں کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔ جہاں تک میری جانکاری کا تعلق ہے اردو میں عظیم آباد ایکسپریس کے مدیر رضوان احمد کے اداریوں کا مجموعہ 'مجھے بولنے دو' شائع ہو چکا ہے۔